قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ط

ترجمہ

کہہ دے کہ بے شک حق ظاہر ہوا اور باطل مٹ گیا

کیونکہ باطل واقعی مٹنے والا ہے

تحقیق الحق فی کلمۃ الحق

(مترجم)

تصنیفِ لطیف

زُبدۃُ الفقراء الصّادقین و العُلماء المحققین حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز

بایماء

حضور معدنِ صدق وصفا مخزنِ حلم وحیا سیّدنا حضرت پیر غلام محی الدّین شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بتصحیح وترجمہ

مولانا مولوی عبد الرّحمٰن صاحب بنگوی و مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرّس جامعہ غوثیہ گولڑا شریف

باہتمام

جناب سیّد پیر غلام معین الدّین شاہ صاحب و سیّد پیر شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

بار سوم

مقامِ اشاعت ——— گولڑا شریف، ضلع اسلام آباد

تاریخِ اشاعت ——— صفر المظفر ۱۴۱۸ھ، جون ۱۹۹۷ء

تعداد ——— دو ہزار

خطاطی ——— خوشی محمد ناصر قادری خوش نویس خوش رقم جالندھری

——— تلمیذ پرویں رقم، ۳۰۔ ایس ۱۵۔ بنک کالونی سمن آباد لاہور ۲۵

مطبوعہ ——— پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ،

جی ٹی روڈ۔ باغبانپورہ۔ لاہور۔ ۵۴۹۲۰

فون: ۶۸۱۴۳۳۹، ۶۸۶۴۱۶۴، ۶۸۶۵۰۱۰

ہدیہ ——— ۱۱۰ روپے

اِس مقدّمہ کے آخر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

زیرِ نظر مقدّمہ میں سب سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض دیگر اُمور سے پہلے قائلینِ "وحدت الوجود" کے مشہور پیشوا حضرت شیخ اکبر محی الدین محمد ابن علی عربی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ ذکر کر دیا جائے۔ اِس سلسلہ میں حضرت مجدّد گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کے تیسرے ملفوظ میں ہے کہ حضرت ابنِ عربیؒ حضرت السیّد شیخ الاسلام عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کے رُوحانی فرزند ہیں۔ آپ کے والد حضرت علی عرب نے (جو مشہور سخی حاتم طائی کے قبیلہ بنی طے سے تھے) حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرزند کی پیدائش کے لیے دُعا کی درخواست کی تھی کیونکہ اُن کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ حضرتؓ نے اُنھیں فرمایا میری پُشت سے پُشت ملا لے۔ میری صُلب میں ایک فرزند باقی ہے وہ تمھیں بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ فتوحاتِ مکیّہ میں جب حضرت گیلانیؓ کے فضائل و کمالات کا ذکر کرتے ہیں تو حضرت کے اسمِ گرامی کے ساتھ "شیخنا" یعنی "ہمارے شیخ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ آپ کی ولادت حضرت گیلانیؓ کی وفات سے صرف دو سال قبل ۵۵۸ھ میں ہوئی تھی، تاہم رُوحانی فیوض و برکات کے حصُول کے لیے ظاہری ملاقات ضروری نہیں۔ خیر التّابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اِس پر گواہ ہے کہ ظاہری زیارت نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کی ذاتِ گرامی سے آپ کو اتنا گہرا تعلّق تھا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کی اُن سے ملاقات ہو تو اُن سے میری اُمّت کے لیے دُعائے مغفرت کرانا اور یہ کہ وُہ تابعین یعنی صحابہ کرامؓ کے بعد سب سے بہتر ہیں۔ اِس کے علاوہ آپ کی فضیلت میں دیگر روایات بھی ہیں۔ مذکورہ حدیث مشکوٰۃ شریف کی کتاب الفضائل میں موجود ہے۔

علوم و اسرار کی جو نعمت حضرت ابنِ عربیؒ کو عطا ہوئی اُس کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ مولانا عبدالرّحمٰن جامیؒ نے نفحات الانس میں آپ کی تصانیف پانچ سو کے قریب لکھی ہیں جو تفسیر و حدیث اور تصوّف کے علاوہ اُس دور کے دیگر مروّجہ علوم سے بھی متعلّق تھیں۔ مصر کے مشہور فلسفی ڈاکٹر عفیفی نے لکھا ہے کہ ایک مغربی مصنّف براکلمان نے ایک فہرست مرتّب کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ اکبر کی ڈیڑھ سو کتابیں اِس وقت بھی دستیاب ہیں۔ اسلامک انسائیکلوپیڈیا میں ستائیس ۲۷ مطبوعہ کتابوں کے نام درج ہیں جن میں فتوحاتِ مکیّہ اور فصوص الحکم سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

حضرت شیخ اکبرؒ اسپین کے مشہور شہر مُرسیہ میں رمضان المبارک ۵۵۸ھ (جولائی ۱۱۶۵ء) میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں تعلیم کے لیے اشبیلیہ تشریف لائے جو اُس وقت علوم کا مرکز تھا۔ پھر قرطبہ وغیرہ بلادِ مغرب میں متعدّد مشائخ کرام و عُلماء سے ملاقات کا اتفاق ہوا اور اِسی دَور میں علّامہ ابنِ رُشد سے بھی مُلاقات ہوئی۔ تقریباً اڑتیس برس کے بعد مصر، حجازِ مقدّس، بغداد شریف اور ایشیائے کوچک تشریف لائے جو اِسلامی علُوم و تصوّف کے مراکز تھے۔ اِن ممالک میں بھی تقریباً چالیس برس گزارے اور تصنیف و تالیف اَور تدریس میں مصرُوف رہے۔ آخر عمر میں شام میں قیام فرمایا اَور وہیں ۶۳۸ھ بمُطابق ۱۲۴۰ء میں ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ دمشق میں مزارِ مُبارک مشہُور ہے۔[1]

اب حضرت مؤلّفؒ یعنی سیّدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کے متعلّق ایک محقّق سیرت نگار کے چند تاثّرات بھی ملاحظہ ہوں:۔ جناب خلیق احمد نظامی، اُستاذ شعبۂ تاریخ، مُسلم یُونیورسٹی علی گڑھ، اپنی مشہور کتاب "تاریخ مشائخِ چشتؒ" میں حضرت مولانا خواجہ سیّد پیر

---

[1] طبقات امام شعرانی و تاریخ مشائخ چشت (تذکرہ شیخ ابن عربی)